REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰہِ يُؤْتِيْہِ مَنْ يَّشَاءُ

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

یوم سہ شنبہ

روزنامہ

۱۶ ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ

الفضل ربوہ

فی پرچہ ایک آنہ (نیا پائی دس لاقم) ۱۰ نئے پیسے

جلد ۵۰/۱۵ ، ۲ ہجرۃ ۱۳۴۰ ہش ، ۲ مئی سنہ ۱۹۶۱ء ، نمبر ۱۰۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ —

ربوہ یکم مئی بوقت ۸½ بجے صبح

گزشتہ دو دن حضور کو ضعف اور پیشاب کی تکلیف میں نسبتاً کمی رہی

اس وقت بھی طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔

احباب جماعت حضور کی شفائے کامل و عاجل کے لئے دردِ دل سے دعاؤں میں لگے رہیں

جماعت ہائے احمدیہ کے امراء اور سکرٹریان کے نام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز پیغام

ہمیں اپنی آمد کا بجٹ کم از کم ۲۵ لاکھ تک پہنچانے کی جلد تر کوشش کرنی چاہیئے

میں تمام امراء اور سکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری کو سمجھیں

ربوہ — آج یکم مئی ہے یعنی یہ کہ آج کے دن سے صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا نیا مالی سال (۱۹۶۱-۶۲) شروع ہو رہا ہے۔ چنانچہ نئے مالی سال کے آغاز کی مناسبت سے ذیل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس بصیرت افروز پیغام کا ایک نہایت ضروری اقتباس شائع کیا جا رہا ہے۔ جو حضور نے امسال جماعت احمدیہ کی بیالیسویں مجلس مشاورت کے موقعہ پر نمائندگان شوریٰ کے نام ارسال فرمایا اور جو مجلس شوریٰ کے افتتاحی اجلاس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے پڑھ کر سنایا۔ اس میں حضور نے جماعت کو آمد کا بجٹ جلد تر کم از کم ۲۵ لاکھ تک پہنچانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور جملہ امراء اور سیکرٹریان جماعت کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔ تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو۔ اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔

حضور نے فرمایا:۔

"مجھے افسوس ہے کہ باوجود اس کے کہ متواتر کئی سال سے میں جماعت کو توجہ دلا رہا ہوں کہ اسے اپنی آمد کا بجٹ ۲۵ لاکھ تک پہنچانا چاہیئے۔ ابھی تک ہماری جماعت نے اس کی طرف پوری توجہ نہیں کی حالانکہ ہمارے سپرد جو عظیم الشان کام کیا گیا ہے۔ اس کے لحاظ سے ۲۵ لاکھ ہی نہیں بلکہ ۲۵ کروڑ کا بجٹ بھی ہماری تبلیغی ضروریات کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہم نے ساری دنیا کو اسلام اور احمدیت کے لئے فتح کرنا ہے۔ اور ساری دنیا میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچانا ہے۔ اور خدائے واحد کے جھنڈے کے نیچے لانا ہے۔ لیکن بہرحال جماعت کی موجودہ تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنی آمد کا بجٹ کم از کم ۲۵ لاکھ تک پہنچانے کی جلد تر کوشش کرنی چاہیئے۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ کی کمی میں بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں تمام امراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے۔ تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔"

(الفضل ۲۶ مارچ ۱۹۶۱ء)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲ رمئی ۱۹۶۱ء

پیشوایانِ مذاہب کے متعلق اسلامی نظریہ

اسلام کی صداقت اور ہمہ گیری کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ وہ کسی مذہب اور کسی مذہبی پیشوا کی نفی نہیں کرتا۔ وہ تمام مذاہب اور انکے پیشواؤں کو حق پر سمجھتا ہے اور وہ اصولی طور پر کھرے کو کھوٹے سے جدا کر کے بتاتا ہے کہ یہاں یہاں مذہب میں انسانی تصرف ہوا ہے اور حقیقی مذہب میں دخل اندازی ہوئی ہے اس کی نہایت واضح مثال قرآن کریم میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور آپ کے دین کے متعلق ہے۔

قرآن کریم نے یہ نہیں کہا کہ عیسےٰ نعوذ باللہ جھوٹے تھے یا جو دین وہ لائے تھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھا وہ جھوٹا تھا۔ اسی طرح وہ یہ نہیں کہتا کہ موسیٰ علیہ السلام جھوٹے تھے اور ان کا مذہب جھوٹا تھا۔ بلکہ وہ علی الاعلان کہتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ بھی سچے تھے اور حضرت عیسیٰ بھی سچے تھے۔ انکے لائے ہوئے دین بھی برحق تھے۔ الغرض وہ یہ نہیں کہتا ہے کہ فلاں مذہبی پیشوا اور اس کا دین جھوٹے ہیں بلکہ وہ ان کو حق پر اور ان کے دینوں کو سچا دین سمجھتا ہے البتہ قرآن کریم ان کے ماننے والوں کی غلطیاں بتاتا ہے اور یہ نشاندہی کرتا ہے کہ اصل مذہب کیا تھا اور ماننے والوں نے بعد میں اس میں کیا کیا اضافے یا کمیاں یا تبدیلیاں کر لی ہیں۔ غلطیاں پیشوایانِ مذاہب کی یا مذاہب کی نہیں بلکہ ماننے والوں کی ہیں۔

قرآن کریم یہیں بس نہیں کرتا کہ بعض انبیاء علیہم السلام کی صداقت بیان کرے بلکہ وہ اس سے آگے جاتا ہے اور کہتا ہے کہ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ کے فرستادگان نہیں آئے۔ یہ ایک قاعدہ کلیہ پیش کر کے گویا وہ دنیا کے تمام مذاہب اور پیشوایانِ مذاہب کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دیتا ہے۔ اس اصول کے مطابق تمام دنیا کے مذاہب اور ان کے پیشواؤں کو ہمیں حق پر ماننا پڑتا ہے اسی طرح مذہب میں جو بدعنوانیاں اور مذہبی پیشواؤں کے متعلق جو غلطیاں انکے ماننے والوں نے کی ہیں ان کو حقیقت سے الگ کرنا کوئی مشکل نہیں رہتا۔

اسلام کا یہ اصول کئی لحاظ سے نہایت اعلےٰ اور مفید ہے۔ اس اصول کی وجہ سے اسلام کی طرف سے تمام تنازعات جو دیگر مذاہب کے باہمی یا اسلام کے مقابلہ میں اٹھ سکتے ہیں۔ ان کا نہایت موزوں حل ہمارے ہاتھ میں آجاتا ہے اول یہ کہ کوئی مسلمان کسی مذہبی پیشوا کے متعلق کوئی برا کلمہ نہیں کہہ سکتا۔ دوم یہ کہ ایک مسلمان کے لئے لازم ہو جاتا ہے۔ کہ وہ غیر مسلم مذہبی لوگوں کی خوبیوں کی بھی قدر کرے اور ان کی غلطیاں نہایت مہذب طریقے سے ان پر واضح کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے یہ اصول نہایت واضح اور موثر طریقے سے پیش کیا ہے یہ اتنا واضح ہے کہ اگر کوئی مسلمان اسکو نگاہ نہ رکھے تو یہ کہنا بجا ہوگا۔ کہ اس نے اسلام کو سمجھا نہیں۔ یا یہ کہ اس نے الزامی طریق اختیار کیا ہے تاکہ دوسرے کی سمجھ میں اسلام کا یہ اصول جاگزین ہو جائے۔ اسلام اس معاملہ میں اتنا نازک مزاج ہے کہ اس کی تلقین ہے کہ بت پرستوں کے مصنوعی خداوندوں کے خلاف بھی کوئی بری بات نہ کہو۔ اور ساتھ ہی اس کی دلیل بھی پیش کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر تم بتوں کو گالی دوگے تو وہ تمہارے رسول اور خدا کو گالی دیں گے۔ اس طرح اپنے خدا اور رسول کو تم خود گالی دلواؤگے جو تمہارا مقصود ہوگا۔

ہم نے اوپر کہا ہے کہ قرآن کریم میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی مثال بڑی واضح مثال ہے کہ کس طرح آپ کے دشمنوں اور آپ کے ماننے والوں نے آپ کی حقیقی شان پر اور آپ کے دین پر پردے ڈال دیے ہیں۔ دشمنوں نے آپ کی پیدائش پر نہایت گندے الزام لگائے اور آپ کی والدہ ماجدہ کے متعلق اتہام طرازی کی۔ آپ کو نعوذ باللہ گناہ کی اولاد بتایا اور آپ کو صلیب دینے کی کوشش کی۔ قرآن کریم نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ان تمام الزامات سے بری قرار دیا اور بتایا کہ آپ کی پیدائش روح اللہ سے ہوئی۔ آپ کی والدہ صدیقہ اور عفیفہ تھیں۔ آپ کی پیدائش کے متعلق آدمؑ کی پیدائش کی مثال دی اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا مقرب ثابت کیا۔ دشمنوں نے چاہا کہ آپکو صلیب دیکر نعوذ باللہ لعنتی موت مارا جائے۔ مگر قرآن کریم نے بتایا کہ دشمن اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس موت سے بچا لیا اور جس طرح باقی پاک بندوں کی روحیں اللہ تعالیٰ کی طرف رفع ہوتی ہیں اسی طرح وفات کے بعد آپؑ کی روح بھی اللہ تعالیٰ کی طرف رفع ہوئی اور دشمنوں کی کوشش سے شیطان کی طرف رفع نہیں ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی صفائی اسلام کے لئے ضروری تھی۔ پیغمبر اسلام سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے آپ خدا تعالیٰ کے رسول تھے۔ دشمنوں نے آپ کی ذات پر الزام لگا رکھے تھے اور وہ لگائے چلے جاتے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرستادہ کو ان الزامات سے بری کیا جاتا اور دشمنوں کی تردید نہایت واضح الفاظ میں کی جاتی یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم میں ان الزامات کی تردید خاص طور پر کی گئی ہے۔

یہ تو دشمنوں کے الزامات تھے جن سے اسلام نے آپ کو بری کرایا۔ دوستوں نے آپ پر یہ ظلم کر رکھا تھا کہ آپ کو خود خدا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا تھا۔ رومن بت پرستی نے آپ کے دین کا حلیہ ہی بدل ڈالا تھا۔ جس طرح بت پرستوں نے انسانوں کو خدا تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کے بیٹے بنا رکھا تھا اسی طرح آپ کے بعد کے ماننے والوں نے آپ کے ساتھ سلوک کیا۔ اور آپ کی واحدانیت کی تعلیمات کو مشرکانہ رسومات کے پردوں میں چھپا دیا۔ اور ایک نیا ہی معبود گھڑ لیا اس طرح اللہ تعالیٰ کے ایک عاجز مگر مقرب بندے کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا دیا گیا آپکی تعلیمات میں ایسی تبدیلیاں کر ڈالیں کہ وہ ناقابل عمل ہو کر رہ گئیں۔ اور یونان اور روما کی شاعرانہ آئیڈیالوجی کا غلاف اس پر چڑھا دئے۔

اسلام نے آپ کے دوستوں کو بھی جھنجھوڑا اور ان کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ واحد ذات ہے اس کا کوئی بیٹا نہیں نہ اس کو کسی نے جنا ہے اور نہ اس نے کسی کو جنا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دوسرے بشروں کی طرح ایک عاجز بشر تھے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ تھے وہ نیک اور صالح انسان تھے اور گمراہوں کی راہنمائی اور ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔

اس طرح قرآن کریم نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ذات کو نہ صرف دشمنوں کے ناحق الزامات سے بری کیا بلکہ دوستوں کی دست برد سے بھی چھڑایا۔ اور آپ کا ایک ایسا نقشہ پیش کیا جو ان کی شان کے شایاں ہے۔ جو انہیں ایک بشر اور مقرب الٰہی ثابت کرتا ہے۔ آپ کو دشمنوں اور دوستوں کی ناپاکیوں سے مبرا کرتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت بت پرستی۔ توہم پرستی اور انسان پرستی کا زور تھا۔ اور یہودیوں کی بگڑی ہوئی قوم اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو مشرکانہ الوہیت کا نشانہ بنانے والے عیسائی زوروں پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی مثالی ہستی کو یک بت پرستی توہم پرستی اور انسان پرستی کا ایسا لطیف رد پیش کیا کہ اب قیامت تک ایک مسلمان جس نے قرآن کریم کا غور سے مطالعہ کیا ہو ان مختلف مشرکانہ پرستشوں کے پھیر میں نہیں پڑ سکتا۔ چنانچہ آج کل کے یورپین دانشمندوں کو بھی اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اسلام نے توحید باری تعالےٰ کا جو تصور پیش کیا ہے وہ آخری ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آج عیسائی۔ آریہ ہندو اور دیگر مذاہب والے بھی اپنے اپنے مذاہب کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اور بت پرستیوں کے غبار سے واحد خدا تعالےٰ کے تصور کو ممتاز اور روشن کر رہے ہیں۔

یہ بات بھی اسلام کی صداقت کو ایک اور طرح سے بھی ثابت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام یہ حقیقت پیش کر کے کہ تمام مذاہب اور مذاہب کے پیشوا فی الاصل سچے ہیں اور لوگوں نے ان کو اپنی عقلوں اور رسموں کے غبار میں چھپا کر ان کا حلیہ بدل دیا ہے۔ صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ آج عیسائی انجیل سے یہودی تورات سے آریہ اور ہندو ویدوں اور شاستروں سے جینی اپنی پستکوں سے زرتشتی اور بدھ اپنے صحیفوں سے غلط تصورات کو الگ کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی واحد ذات کے تصور کو اپنی اپنی کتابوں سے پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ ان کتابوں میں واقعی واحدانیت کی تعلیم بھی موجود ہے البتہ اس پر پردے ڈال دئے گئے تھے جس کی طرف اسلام نے توجہ دلائی ہے۔ اور تمام مذاہب والے اپنے اپنے گھر کی صفائی میں مصروف ہو گئے ہیں۔ اور یقیناً ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ لوگ اسلام کے اس احسان کو تسلیم کریں گے۔ اور اسکے عظیم اور حقانی اصولوں کو علی الاعلان اپنانے کا اظہار کریں گے۔

افسوس ہے کہ خود مسلمان بھی اسلام کی اس عظیم حقیقت کو فراموش کر چکے تھے اور اسلامی طریق کو چھوڑ کر غیر مذاہب سے الجھ رہے تھے حالانکہ اسلام ہم کو بتاتا ہے کہ تمام مذاہب اور تمام مذاہب کے پیشوا فی الاصل حق پر تھے بعد میں لوگوں نے اپنی طرف سے باتیں ملا کر ان کا حلیہ بدل دیا ہے۔ آخر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام

(باقی صفحہ پر)

اسلام یورپ کی فضاؤں میں

جرمنی کے ایک کثیر الاشاعت اخبار میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا تذکرہ

(بتوسط وکالت تبشیر ربوہ)

ذیل کا مضمون جرمنی کے کثیر الاشاعت روزنامہ "ڈیر مٹاگ" (Der Mittag) ڈوز ڈورف کے مارچ ۱۹۶۱ء کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ مضمون نگار جرمن احمدی دوست مسٹر محمد الیس عبداللہ ہیں۔ انہی کا لکھا ہوا ایک مضمون قبل ازیں جرمن پریس کے علاوہ جرمن ری پبلک کے بیشن اور سوڈان کے سرکاری اخبار "سوڈان ڈیلی" میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ جس کا ترجمہ قارئین الفضل ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ذیل کا مضمون یورپ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس کے ساتھ مسجد احمدیہ ہمبرگ ہالینڈ اور مسجد عمر یروشلم کی تصاویر بھی شائع کی گئی ہیں ٭

(خاکسار چوہدری) عبداللطیف واقف زندگی تحریک جدید انچارج مشن جرمنی)

عیسائی دنیا موجودہ زمانہ میں مذہبی بیداری کو واضح طور پر محسوس کر رہی ہے۔ اسلام کا سبز پرچم یورپ کی فضا میں لہراتا ہوا نظر آتا ہے۔ یورپ میں صدیوں سے قریباً ایک کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ اسلام کا یورپ سے تعلق قرون وسطی سے قائم ہے۔ مشرقی و مغربی دنیا کے درمیان رابطہ قائم کرنے کا سہرا خلیفہ ہارون الرشید کے سر ہے جس نے کارل اعظم (مغربی دنیا کا عظیم فرمانروا) کے ساتھ باقاعدہ سفارت کا تعلق قائم کر رکھا تھا۔ بعد ازاں امیر قرطبہ (سپین) اور پھر صلاح الدین ایوبی کے زمانہ میں صلیبی جنگوں کے باعث مشرق و مغرب کے لئے ایک دوسرے کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ پیدا ہوا۔ ہمارا آخری رابطہ ترکی کی جنگوں کی بدولت قائم ہوا۔

آسٹریا میں اسلام کے آثار ۱۸۷۸ء کی بوسنیں کی جنگ سے بھی قبل ملتے ہیں۔ کیونکہ اس جنگ سے پہلے تیس لاکھ آسٹرین مسلمان ہو چکے تھے۔ لیکن اب دوسری جنگ کے بعد اسلام کی عملی اشاعت کا کام شروع ہوا ہے۔ اسلام کا لفظی ترجمہ امن ہے۔ اسلام کی اس ملک میں موجودہ اشاعت واضح طور پر ثابت کرتی ہے کہ اسلام امن کا علمبردار ہے۔ اور یہ خیال غلط ہے کہ اسلام گزشتہ صدیوں میں تلوار اور توپوں کے ذریعہ وی آنا کے دروازوں تک پہنچا۔ ۱۹۳۸ء میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ زیورک (سوئٹزرلینڈ) میں اسلامی مشن کی بنیاد رکھی گئی۔ اور ۱۹۵۵ء میں آسٹریا اور اٹلی کو اس مشن کے ساتھ ملحق کر دیا گیا۔ اور اسی سال زیورک میں جماعت احمدیہ کے تمام یورپین مشنوں کے مبلغین کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اب عنقریب مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہونے والا ہے سوئٹزرلینڈ میں جماعت احمدیہ کے پہلے مشنری شیخ ناصر احمد صاحب کو اکتوبر ۱۹۵۶ء میں آسٹریا میں وسیع طور پر کام شروع کرنے کا موقعہ ملا۔ اس کے بعد آپ نے وی آنا لبرگ اور

انسبرک میں تقاریر کے ذریعہ اسلام کی کامیاب نمائندگی کا کام جاری کر رکھا ہے۔ ان تقاریر خط و کتابت اور تقسیم کتب کے ذریعہ وہاں کئی مقامی لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اس ملک میں نوجوان طبقہ اسلام قبول کرنے میں پیش پیش ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ عنقریب وی آنا میں مسجد کی تعمیر کا کام بھی شروع ہو سکے گا ۱۹۵۹ء میں باقاعدہ طور پر جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جبکہ انچارج مشن نے ہالینڈ کا دورہ کیا۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر متعدد بار تقاریر کے مواقع پیدا ہوتے رہے۔ ۱۳ جون ۱۹۶۰ء کو شیخ ناصر احمد صاحب نے وی آنا کے میئر سے بھی ملاقات کی۔

سپین میں بھی جماعت احمدیہ کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا کام جاری ہے۔ لیکن یہ امر بہت افسوسناک ہے کہ وہاں مذہبی آزادی مفقود ہے۔ جس کی وجہ سے اشاعت اسلام کے کام میں شدید مشکلات اور روکاوٹوں کا سامنا ہے۔ یہ امر اور بھی افسوسناک صورت اختیار کر جاتا ہے۔ جب ہم اس بات پر نظر کرتے ہیں کہ کیتھولک پوری آزادی کے ساتھ کئی ایک اسلامی ممالک میں اپنے مشن چلا رہے ہیں۔ اور دوسری طرف مکان کے ارباب حل و عقد اسلامی دنیا کے ساتھ روابط قائم کرنے کے لئے آئے دن اعلانات شائع کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ اس امر کی کوشش بھی کی گئی ہے کہ روم میں مسجد کی تعمیر کا کام پوپ کی رضامندی سے شروع کیا جائے۔

جرمنی میں تبلیغ اسلام کا کام امام مسجد جرمنی عبداللطیف کی نگرانی میں ہو رہا ہے جو آج سے دس سال پہلے جرمنی آئے۔ اور ہمبرگ میں سکونت اختیار کی۔ ۱۹۵۵ء میں جماعت احمدیہ کے موجودہ امام لنڈن میں قیام کے بعد ہمبرگ تشریف لائے۔ اور جرمنی میں تبلیغ کے کام کا پورا جائزہ لینے کے بعد مزید وسعت پیدا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ اور دو سال کے بعد ۱۹۵۷ء میں ہمبرگ میں مسجد کی تعمیر کا کام

پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اور ۱۳ ستمبر ۱۹۵۹ء کو جرمنی میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ دوسری مسجد فرانکفورٹ کا افتتاح ہوا۔ جرمنی کے مشہور فلاسفر اور شاعر گوئٹے کے شہر میں مسجد کی تعمیر کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس مسجد کے امام ایک جرمن نومسلم عبدالشکور کنزے ہیں جو شکاگو میں کئی سال تک تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دینے کے بعد اب اپنے ملک میں کام کر رہے ہیں۔ یہ امر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ احمدی مردوں کے دوش بدوش عورتوں نے بھی مالی قربانی کا ثبوت دیا اور اپنے زیورات تعمیر مسجد کے مقصد کے لئے پیش کر دیئے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ جرمنی میں متعدد بار اسلام کی کامیاب نمائندگی کی جا چکی ہے۔ امام عبداللطیف نے جرمنی کی متعدد علمی مجالس اور یونیورسٹیوں میں تقاریر کر کے اسلام کے بارہ میں پیدا شدہ غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے۔ ہمبرگ کے علاوہ جرمنی میں جماعت احمدیہ کے مراکز ہانوور، فرانکفورٹ اور نیورمبرگ میں بھی قائم ہیں۔

جرمنی میں مقیم مسلمانوں کے تین طبقے ہیں ایک تو طلباء و تجارتی نمائندگان کا طبقہ ہے۔ جو تعلیم حاصل کرنے یا اپنی مدت ملازمت پوری ہونے کے بعد اپنے ملکوں کو لوٹ جائیں گے دوسرا گروپ ان مسلمان مہاجرین کا ہے۔ جو جرمنی میں پناہ گزین ہیں۔ یہ لوگ جلد یا بدیر اپنے ملکوں کو لوٹ جانے کی تمنا رکھتے ہیں۔ لیکن تیسرا گروپ جو جماعت احمدیہ کا ہے وہ مستقل طور پر مضبوط بنیادوں کے ساتھ جرمنی میں اسلام کا پیغام پہونچانے آیا ہے۔

ہالینڈ میں اسلام کی موجودگی کے آثار تیرھویں صدی عیسوی میں ملتے ہیں۔ لیکن اسلام کی اشاعت کا زمانہ اٹھارویں صدی سے . . . . . شروع ہوتا ہے۔ اور انیسویں صدی کے وسط کے بعد ڈلف میں شاہی اکادمی بنائی گئی۔ جس کی اسلام سے وابستگی اور مطالعہ عالمگیر شہرت رکھتی ہے۔ جماعت احمدیہ کے

پہلے مشن کی بنیاد ۲ جولائی ۱۹۴۷ء کو رکھی گئی۔ اور ۱۹۵۵ء میں پہلی مسجد تعمیر ہوئی۔ اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہالینڈ اور اسلام کے روابط مزید گہرے ہو گئے۔

Haagsche Post جماعت کے کام پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

"کچھ روز قبل جماعت کے ایک مبلغ ہمیں ملنے کے لئے آئے۔ صرف یہی ایک جماعت ایسی اسلامی تنظیم ہے جو مبلغین کو بھجوانے کا کام کرتی ہے۔ اور یہ امر ایشیا کی محیر العقول بیداری پر دلالت کرتا ہے۔ جنگ سے قبل مغربی دنیا سے چین۔ جاپان۔ ہندوستان کی طرف عیسائی مشنری بھجوائے جاتے تھے۔ تا عیسائیت کو پھیلایا جائے لیکن اب اسلامی مبلغین یورپ میں اس غرض کے لئے آرہے ہیں کہ اسلام کی اشاعت کا کام یہاں پر کریں۔ ان کا دعوے ہے کہ دنیا میں مستقل امن صرف اسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے۔ کہ مذہبی اور سیاسی امور میں یکجہتی پیدا کی جائے۔"

سکنڈے نیویا میں اسلام اٹھارویں صدی سے موجود ہے۔ جبکہ مسلمان تجار فن لینڈ آکر آباد ہوئے۔ ہلسنکی میں آجکل کافی تعداد میں مسلمان آباد ہیں۔ انہیں مذہبی امور میں پوری پوری آزادی حاصل ہے۔ اب وہاں پر ایک مسجد کی تعمیر بھی عمل میں آچکی ہے۔ سکنڈے نیویا میں بھی جماعت احمدیہ تبلیغ کے فرائض سرانجام دے رہی ہے۔ اور وہاں کے کام کی نگرانی امام مسجد ہمبرگ کے سپرد ہے۔ البتہ باقاعدہ طور پر ۱۹۵۶ء سے وہاں مشن قائم ہے جس کی شاخیں سارے سکنڈے نیویا میں کام کر رہی ہیں۔ امام مسجد ہمبرگ بھی گاہے گاہے یہاں کا دورہ کرتے ہیں۔ اور مختلف علمی سوسائٹیز وغیرہ میں تقاریر کرتے رہتے ہیں۔ گزشتہ سال ۵ تا ۷ اگست سٹاک ہالم میں سکنڈے نیویا کے احمدی مسلمانوں کی کانفرنس منعقد ہو چکی ہے۔

یورپ کی مختلف زبانوں میں اسلامی لٹریچر کی اشاعت کا کام خوش اسلوبی سے جاری ہے۔ قرآن کریم کا ترجمہ تین یورپین زبانوں (انگلش، جرمن اور ڈچ) میں شائع ہو چکا ہے۔ جرمن زبان میں ۱۹۵۴ء میں پہلا ایڈیشن شائع ہوا۔ اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۶۰ء میں شائع کیا گیا۔ یوریا کے ریڈیو نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اس ترجمہ پر تبصرہ نشر کیا۔

"آج ہم جس نئی اشاعت پر تبصرہ کر رہے ہیں۔ وہ قرآن کریم کا جرمن زبان میں ترجمہ ہے جو احمدیہ مسلم مشن کے زیر اہتمام Der Heilige Quran کے نام سے شائع ہوا ہے یہ ترجمہ بہت قابل اعتماد ہے اور عربی متن کے مفہوم کا حامل ہے۔ اس کے ساتھ عربی متن بھی پہلو بہ پہلو درج کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ۵۲ صفحات

پر مشتمل دیباچہ کے ذریعہ اسلام کی صحیح تصویر کو پیش کیا گیا ہے۔"

اسلام سے متعلق یورپ کی مختلف زبانوں میں جو اسلامی لٹریچر شائع کیا گیا ہے۔ ان میں سے دو کتب جرمن زبان میں یسوع مسیح کے متعلق شائع ہوئی ہیں جو نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ ان میں سے ایک "یسوع مسیح قرآن میں" اور دوسری "یسوع مسیح کی صلیب کا شش اور ذات سے" دیگر کئی ایک کتب زیر ترتیب ہیں۔ انگریزی زبان میں بھی اسلام کے بارہ میں کثرت سے لٹریچر شائع کیا گیا ہے۔ یورپ میں جماعت احمدیہ کئی ایک رسائل شائع کرتی ہے۔ جن میں سے جرمن زبان میں شائع ہونیوالا رسالہ "Der Islam" نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ جو اکتوبر ۱۹۲۹ء سے اب تک باقاعدگی سے جاری ہے اور اپنی علمی و ادبی خوبیوں کے باعث بہت پسند کیا جاتا ہے۔ سکنڈے نیویا سے Islam اکتوبر کا شائع ہوتا ہے۔

جماعت احمدیہ کی بنیاد آج سے ساٹھ سال پہلے انڈیا میں رکھی گئی۔ یہ ایک خالص اسلامی جماعت ہے۔ جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا پیغام لے کر اٹھی ہے۔ گزشتہ ساٹھ سال کی تاریخ اس جماعت کے خدمت اسلام کے والہانہ جذبہ پر دال ہے اور وہ ایک بار پھر مسلمانوں کو قرآن کریم کی تعلیمات پر عامل کرنے کا عزم رکھتی ہے۔ اس جماعت نے گذشتہ پچیس سال کے مختصر عرصہ میں ۵۰ چھوٹے بڑے مشن قائم کر دئے ہیں اور اب تک ۲۵ مساجد اور ۳۰ سکول و کالج تعمیر کر چکی ہے۔ جماعت احمدیہ کا مقصد عالمی اخوت و محبت پیدا کرنا سچائی کا پھیلانا اور اس کے پیش نظر قیام امن ہے جو صرف اس صورت میں ممکن ہے جبکہ لوگوں کے دلوں میں اسلامی تعلیمات پوری طرح رچ جائیں۔

اب وقت آگیا ہے کہ یورپ اپنی تنگ نظری سے ہاتھ اٹھا لے اور مذہبی امور میں پوری پوری آزادی کا مظاہرہ کرے۔ کیونکہ زمانہ کے حالات یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ مذاہب عالم میں یکجہتی پیدا ہو کر ایک منظم بلاک کا رنگ پیدا ہو۔

جنوبی ھند کا ایک تبلیغی دورہ

از مکرم سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۳)

۱۱ اپریل کو تبلیغی وفد منقوگہ روانہ ہو کر سرب کی طرف چلا۔ ہماری بس ساگر ہو کر گزری وہاں "ساگر" کے مشہور احمدی مکرم محمد منیر صاحب و دیگر احمدی احباب نے ہمارا استقبال کیا۔

شام کو سرب کے ٹاؤن ہال میں جلسہ کا پروگرام تھا۔ ٹھیک وقت پر جلسہ شروع ہوا۔ آج کے جلسہ کی صدارت وہاں کی ایک معروف غیر مسلم شخصیت چیئرمین میونسپلٹی سرب نے کی۔

تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کی ہوئی۔ دوسری میری اور تیسری مولانا محمد سلیم صاحب کی۔

ہم تینوں نے اپنے اپنے طریق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان تجاویز کا ذکر کیا۔ جو آپ نے ۱۹۰۸ء میں ہندو مسلم اتحاد کے لئے پیش کی تھیں اور جو پیغام صلح کے نام سے کتابی صورت میں موجود ہیں اس موقعہ کے لئے مرکز سے جو لٹریچر آیا تھا وہ بھی تقسیم کیا گیا۔ حاضرین میں ہندو اور مسلمان دونوں شامل تھے۔

آخر میں صدر جلسہ نے اور پھر مکرم محمد منیر صاحب آف ساگر نے حاضرین کو خطاب کیا۔ اس کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

شام کو مکرم محمد عثمان صاحب نے سرب کے بہت سے معزز مسلمانوں کو کھانے پر مدعو کیا تھا۔ دوسرے دن ہم لوگ وہاں سے شموگہ کے لئے روانہ ہوئے اور یہاں رات گزار کر صبح ہی بنگلور کو چل پڑے۔

۱۵ اپریل کو شام کے ۵ بجے ہماری ٹرین بنگلور کے پلیٹ فارم میں داخل ہوئی مکرم بی ایم بشیر احمد صاحب نے اسٹیشن پر ہم لوگوں کا استقبال کیا۔

ہم لوگ اسٹیشن سے مکرم بی ایم عبدالرحیم صاحب صدر جماعت احمدیہ بنگلور و رئیس بنگلور کے دولت کدہ پر پہنچے۔ رات کو ہی وہاں کی جماعت نے سیرت النبی کے جلسہ کا انتظام کر رکھا تھا۔ جلسہ کی صدارت مکرم بی ایم عبدالرحیم صاحب نے کی۔ اس جلسہ میں زیادہ تعداد ہندوؤں کی تھی۔ اسلئے مجھ سے ہندی زبان میں تقریر کرنے کی فرمائش کی گئی۔ میں نے ہندی زبان میں تقریر کی۔

میرے بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی اور مکرم مولانا محمد سلیم صاحب نے تقریریں کیں۔ یہ جلسہ بھی خیر و خوبی سے انجام کو پہنچا

روانگی مدراس

۱۶ اپریل کو ہم لوگ بنگلور سے مدراس کے لئے روانہ ہو گئے۔ مگر مولانا محمد سلیم صاحب نے ۱۶ اپریل کا دن بنگلور میں ہی گزارا۔ اور وہاں اس دن لجنہ اماء اللہ کے ایک اجلاس کو خطاب کیا۔ ۱۷ مارچ کو آپ بھی بنگلور سے روانہ ہو کر مدراس پہنچ گئے

احباب جماعت مدراس نے ۱۸ تاریخ کو اسلامک سنٹر میں ایک جلسہ کا انتظام کیا تھا۔ اس جلسہ کی صدارت مکرم مولانا محمد سلیم صاحب نے کی۔

تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولوی امینی صاحب نے ایک تعارفی تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم مولوی عبداللہ صاحب فاضل ایچ ڈی جو ہم لوگوں سے پہلے ہی یہاں آئے ہوئے تھے۔ تامل زبان میں فضائل اسلام پر تقریر کی۔ جس سے تامل زبان والے محظوظ ہوئے۔ دوسری تقریر خاکسار کی تھی

میرے بعد محترم صدر جلسہ نے صدارتی تقریر کی اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان پر بڑے لطیف انداز میں روشنی ڈالی۔ اور مسلمانوں کو اپنی وحدت قائم رکھنے کی اپیل کی۔

احباب مدراس نے ۱۹ اپریل کو بھی ایک پبلک میٹنگ کا اعلان کیا تھا۔ ان دونوں جلسوں کے لئے بڑے بڑے پوسٹر شائع کئے گئے تھے۔ ساتھ ہی ہینڈ بل بھی۔ یہ پوسٹر اردو کے علاوہ تامل زبان میں بھی تھے۔

۱۹ تاریخ کا جلسہ ایسے ہی علاقے میں ہونے والا تھا۔ جہاں زیادہ تر تامل زبان کے بولنے والے رہتے ہیں۔ آخر ۱۹ اپریل کو شام کے ۷ بجے جلسہ شروع ہوا۔

تلاوت و نظم کے بعد کارروائی کا آغاز مکرم مولوی عبداللہ صاحب فاضل ایم۔ اے کی صدارت میں ہوا۔ پہلے ایک نئے احمدی مکرم محی الدین علی صاحب نے تعارفی تقریر کی یہ تقریر تامل زبان میں تھی۔ اس کے بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب نے تقریر کی۔ مکرم مولوی عبداللہ صاحب ساتھ ساتھ اس کا تامل میں ترجمہ کرتے گئے

تیسری تقریر مکرم مولانا محمد سلیم صاحب کی ہوئی آپ نے شان خاتم النبیین کی وضاحت کی۔ ان کے بعد مکرم مولوی عبداللہ صاحب نے صدارتی تقریر کی۔ جس میں مسئلہ توحید۔ احترام پیشوایان مذاہب کا خصوصیت سے ذکر کیا۔

اسکے بعد مکرم آزاد نوجوان صاحب نے انگریزی میں اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے اردو میں حاضرین، معززین اور حکام کا شکریہ ادا کیا۔ اس طرح جلسہ خیر و خوبی سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

یہ اس دورہ جنوبی ہند کا آخری جلسہ تھا۔ اللہ تعالےٰ اس دورہ کو کامیاب بنائے۔

۔ آمین ۔

اعلان نکاح

مورخہ ۳۰ اپریل بروز جمعہ بعد نماز عصر محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے ملک محمد عمر صاحب ابن مکرم ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر ربوہ کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ ان کا نکاح سعیدہ سلیمہ بیگم صاحبہ بنت مکرم سید بشیر احمد شاہ صاحب مرحوم فیروز والا ضلع گوجرانوالہ کے ساتھ بعوض ایک ہزار روپیہ حق مہر طے پایا ہے جو صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ بزرگان سلسلہ اور دیگر تمام احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے اور سلسلہ کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ (آمین)

دائمی عزت حاصل کرنے کا طریق

"حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی ہمیں یہ سبق سکھاتی ہے کہ اولاد قربان کرنے سے نسل بڑھتی ہے اور اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کی نسل بڑھے اور پھیلے اور اس کی نسلوں کو عزت ملے تو اس کی ذریعہ ہے کہ اپنی اولاد کو دین کی راہ میں قربان کر دے"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ ودود مطبوعہ الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۲۵ء)

(وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ)

دعائے نعم البدل

مورخہ ۲۲ ۵/۶۵ بروز ہفتہ محترم ملک عبدالواحد صاحب سابق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کا بچہ یوسف عزیز بعمر قریباً ۱½ سال چند یوم بیمار رہ کر وفات پا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یہ بچہ تین بچیوں کے بعد پیدا ہوا تھا۔ جملہ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان کی خدمت میں درخواست ہے کہ والدین کے صبر اور نعم البدل کی عطائیگی کے لئے دعا فرماویں۔

(محمد صادق فاروقی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ قصور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ فاقہ کش جو بحرین کے گورنر بنے

(از مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف استاذ الجامعہ)

(۲)

حضرت ابوہریرہؓ کی دُعاء اور آنحضرت صلعم کی آمین

ایک دن حضرت ابوہریرہؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور ایک صحابی مسجد میں ذکر و دعاء میں مصروف تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور دریافت فرمایا کیا کر رہے ہو؟ حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! دعاء و ذکر الٰہی میں مشغول تھے۔ فرمایا وہی دعا کرو جو کر رہے تھے۔ حضرت زیدؓ کہتے ہیں میں نے اور میرے ساتھی نے دُعاء شروع کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آمین کہتے جاتے تھے اس کے بعد ابوہریرہؓ نے دُعا کی۔ اے خالقِ کون و مکاں ان دونوں نے جو تجھ سے مانگا ہے میں وہ بھی مانگتا ہوں اور ایسا علم مانگتا ہوں جو نہ بھولے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی۔ تو اب حضرت زیدؓ نے عرض کی ہم بھی ایسے علم کی دُعاء کرتے ہیں جو نہ بھولے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَبَقَكُمْ بِهَا الْغُلَامُ الدَّوْسِيُّ[1] یعنی دوسی نوجوان اس بات میں تجھ پر سبقت لے گیا۔ ابوہریرہؓ کو اس مضمون کی دھت تھی کہ مجھے کوئی بات نہ بھولے اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ دُعاء قبول ہوئی اور خوب قبول ہوئی۔

والدہ کا قبول اسلام

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں میری والدہ مشرکہ تھی۔ میں انہیں اسلام کی تبلیغ کیا کرتا ایک دن جو میں نے انہیں اسلام قبول کی دعوت دی تو انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں گستاخی کی۔ میں روتا روتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوا۔ اور تمام واقعہ عرض کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سُنا تو زبانِ مبارک پر جاری ہوا اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ۔ اے اللہ ابوہریرہؓ کی والدہ کو ہدایت دے۔ حضرت ابوہریرہؓ دوڑتے ہوئے گھر آئے۔ دیکھا تو گھر کا دروازہ بند تھا اور پانی کے گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ والدہ غسل سے فارغ ہوئیں۔ دروازہ کھولا اور یوں گویا ہوئیں اشهد ان لا الٰه الا الله وان محمداً رسول الله۔ والدہ کے مُنہ سے کلمہ شہادت سُنا تو پھر خوشی سے روتے روتے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ والدہ کے اسلام کا واقعہ سنایا اور عرض کی یا رسول اللہ! اب دُعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ میری اور والدہ کی محبت مومنوں کے دلوں میں پیدا کر دے[2]۔

حضرت کعبؓ کی رائے:- ایک دن حضرت کعبؓ جو تورات کے مشہور عالم تھے اور مشرف باسلام ہوئے تھے۔ دیر تک حضرت ابوہریرہؓ سے گفتگو کرتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا۔ جس نے تورات نہ پڑھی ہو۔ لیکن پھر بھی ابوہریرہ سے تورات کا زیادہ عالم ہو[3]۔

دو اوصاف:- اسی طرح اصابہ میں آپ کے دو اوصاف گنوائے گئے ہیں۔ آپ بہت متعبد تھے اور مہمان کی خدمت کے لئے بہت مستعد۔ اصل الفاظ یہ ہیں۔ اشد تشميراً وا قوم للضيف۔

مثالی معاشرہ اور دودھ والا واقعہ

جہاں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سوال سے بچتے تھے حتیٰ کہ فاقوں تک نوبت پہنچ جاتی تھی وہاں یہ بھی نظر آتا ہے کہ مخیر صحابہ کرامؓ از خود اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ ہمارا کوئی بھائی بھوکا پیاسا تو رات نہیں گذارتا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضرت جعفر مساکین کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مساکین کو ساتھ لے جاتے اور گھر میں جو کچھ بھی ہوتا وہ مسکینوں کے سامنے اس بے تکلفی سے پیش کرتے جیسے وہ گھر ان کا بھی ہے۔ مسند احمد بن حنبل میں ایک واقعہ آتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے صحابہؓ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا تعلق تھا اور ان کی مثال ایک کنبے کی مثال تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ ہی اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں ایک دن میں بھوکا تھا اور کنارہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر پوچھنے لگ گیا۔ مقصد یہ تھا کہ اس طرح حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ باتیں کرتے کرتے چلے جائیں گے اور وہاں پھر کھانے پینے کے لئے بھی کچھ مل جائے گا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ کا خیال اس طرف نہ گیا پھر حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت عمرؓ سے آیت کے معنے دریافت فرمائے لیکن ان کا خیال بھی حضرت ابوہریرہؓ کی معنوی تفسیر کی طرف نہ گیا۔ حضرت ابوہریرہؓ اسی اُدھیڑ بن میں تھے کہ شفیق آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی طرف سے گذر ہوا۔ آپ نے حضرت ابوہریرہؓ کے چہرے کو پڑھ لیا اور دل کی بات سمجھ گئے۔ ارشاد فرمایا ابوہریرہؓ! ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ فرمایا آؤ میرے ساتھ چلو گھر پر پہنچ کر میں نے اجازت چاہی۔ مجھے اندر بلا لیا وہاں دودھ کا ایک پیالہ دیکھا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دریافت فرمانے پر عرض کیا گیا کہ یہ کسی نے تحفہ بھجوایا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہؓ! اصحابِ صُفّہ یعنی ان مسکین درویشوں کو بھی بلا لاؤ جو مسجد میں ہیں۔ ہاں۔ باپ باقی بیٹوں کو کیسے بھول سکتے تھے۔ اور جب بھی کبھی کوئی چیز تحفہ کے طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھجوائی جاتی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان مسکینوں کو ضرور بھجواتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں لیکن مجھے اس بات کا غم کھائے جا رہا تھا کہ میرے حصے میں اس دودھ میں سے کیا آئے گا۔ لیکن کیا کر سکتا تھا۔ میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغامبر تھا انکو بلا لایا۔ اب جب وہ آ گئے تو دوسری مصیبت یہ آن بنی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہؓ! ان کو دودھ پلاؤ۔ اب میں نے خیال کیا کہ میرے لئے کیا بچے گا۔ ایک کے بعد دوسرے کو پیالہ پیش کرتا۔ میری بھوک کا تقاضہ تو یہ تھا کہ میں پہلے سیر ہو کر پی لیتا۔ لیکن تعمیلِ ارشاد کے سوا چارہ نہ تھا جب تمام اصحاب صُفّہ سیر ہو چکے تو آپؐ نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا ابوہریرہؓ آؤ اب تم دودھ پیو سبحان اللہ کیا پیار کا انداز ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک شفیق والد کی طرح اپنے ہاتھ میں پیالہ تھامے ہیں اور ابوہریرہؓ کو پلاتے ہیں۔ تصور فرمائیے جب یہ نظارہ ابوہریرہؓ یاد کرتے ہوں گے تو آنکھیں کیوں نہ ڈبڈبا جاتی ہوں گی۔ ابوہریرہؓ نے سیر ہو کر پیا تو پھر ارشاد ہوا ابوہریرہ اور پیو۔ ابوہریرہؓ ایک بار اور پیالہ منہ سے لگاتے ہیں۔ اور پھر پیالے سے منہ ہٹا لیتے ہیں پھر ارشاد ہوتا ہے ابوہریرہ اور پیو پھر ابوہریرہؓ ایک اور کوشش کرتے ہیں اور پھر شفیق باپ کہتے ہیں ابوہریرہ اور پیو۔ اب حضرت ابوہریرہؓ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ اب تو دودھ ناخنوں سے نکلنے والا ہے اب آخر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیالے کو اپنے دہنِ مبارک سے لگاتے ہیں کتنے مبارک تھے یہ فاقے اور کتنی برکت رکھ دیتا تھا زمین و آسمان کا خالق ان گنہگاروں میں کیا مثالی معاشرہ پیدا ہوا تھا کہ تمام قوم ایک کنبے کی حیثیت رکھتی تھی۔

اللّٰهم صل علی محمدٍ
وعلیٰ آل محمدٍ وبارک
وسلم انک حمید مجید۔

آنحضرت صلعم کی مرض الموت میں ابوہریرہؓ کو وصیت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت میں حضرت ابوہریرہؓ عیادت کے لئے حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ قریب ہو جاؤ۔ ابوہریرہ امتثالِ امر کے لئے قریب ہو گئے۔ ارشاد ہوا ابوہریرہ اور قریب آ جاؤ۔ ابوہریرہ اور قریب ہو گئے لیکن ادب کی خاطر زیادہ قریب نہ ہوئے۔ ارشاد ہوا ابوہریرہ اور قریب ہو جاؤ۔ ابوہریرہ کہتے ہیں اب میں اتنا قریب ہو گیا کہ میری انگلیاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کو چھو رہی تھیں۔ فرمایا ابوہریرہ اپنی چادر پھیلا دو۔ ابوہریرہؓ نے جھولی پھیلا دی۔ تو ارشاد ہوا ابوہریرہؓ تین باتوں کی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ زندگی بھر انہیں ترک نہ کرنا۔

ایک یہ کہ جمعہ کے دن غسل کرنا اور جلدی مسجد میں جانا وہاں جا کر خدا کے ذکر سے غافل نہ ہونا اور کوئی لغو بات نہ کرنا۔ دوسرے اس امر کی نگرانی کرنا کہ ہر ماہ تین روزے ضرور رکھنا اور تیسری میری وصیت یہ ہے کہ اگر رات بھر بھی تہجد پڑھتے رہو تو فجر کی دو رکعت نماز نہ چھوٹے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین بار یہ وصیت دہرائی۔ پھر فرمایا اب دامن کو سینے سے لگا لو۔ گویا معنوی زبان میں یہ اقرار تھا کہ میں نے اسے سینے میں محفوظ کر لیا۔ اور اس کی پابندی کروں گا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ اس وصیت کو مخفی رکھوں یا دوسروں کو بھی بتا سکتا ہوں فرمایا! بے شک ظاہر کرو۔ (باقی)

[1] اصابہ
[2] اصابہ [3] اصابہ

درخواستِ دعا

میرا بچہ روح اللہ عمر تین سال کئی ماہ سے بیمار چلا آ رہا ہے اور بہت کمزور ہو چکا ہے جملہ احباب سے اسکی کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ والد مرحوم حضرت حافظ نور محمد صاحب سے ذاتی تعلق رکھنے والے احباب سے خاص طور پر درخواست دعا ہے۔

(رحمت اللہ خان شاکر محلہ پورن نگر سیالکوٹ شہر)

نارووال میں سہ روزہ تربیتی جلسہ

مؤرخہ ۲۱ اپریل بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء ۸½ بجے مسجد احمدیہ کے بیرونی صحن میں زیر صدارت جناب سیٹھ خیر دین صاحب پہلا اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد جو کہ راقم الحروف نے کی عزیزم ریاض احمد صاحب نے درثمین سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ تلاوت و نظم کے بعد مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت طیبہ پر مدلل تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر تقریباً دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ اور آپ کے بعد قریشی محمد اسد اللہ خانصاحب نے دعا کرائی۔ اور پہلا اجلاس اختتام پذیر ہوا

دوسرا اجلاس مؤرخہ ۲۲ اپریل بروز ہفتہ بعد نماز عشاء ۸½ بجے زیر صدارت جناب سیٹھ صاحب شروع ہوا۔ اس اجلاس کے لئے جناب شیخ عبد القادر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ حال مقیم لاہور خاص طور پر تشریف لائے۔ آپ نے تلاوت و نظم کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر کے بعد قریشی محمد اسد اللہ خانصاحب نے تقریر فرمائی۔

تیسرا اور آخری اجلاس مؤرخہ ۲۳ اپریل بروز اتوار ۸½ بجے بعد نماز عشاء شروع ہوا یہ اجلاس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ حلقہ نارووال مولوی محمد عبد اللہ صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ قرآن مجید کی تلاوت کے بعد چوہدری میر احمد صاحب قمر بی۔ اے نے درثمین سے ایک نظم پڑھی۔ تلاوت و نظم کے بعد جناب قاضی صاحب نے جماعت کو تربیتی خطاب فرمایا اور قیمتی نصائح کیں۔ اور مالی جانی قربانیاں کرنے کی تلقین فرمائی تاکہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا نام پہنچ جائے۔

آپ کی تقریر کے بعد شیخ عبد القادر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اور حضورؑ کے بیان فرمودہ احکام پر چلنے کی نصیحت کی کہ آپ صحیح معنوں میں حضورؑ کی تعلیم پر عمل کر کے دنیا و آخرت میں فلاح حاصل کریں۔ آپ کی تقریر کے بعد قریشی محمد اسد اللہ صاحب نے مختصراً الوداعی خطاب فرمایا اور دعا کرائی اور اس طرح یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی

ہمارے اس جلسہ کے قیام اور انتظامی امور میں مرزا فیض محمد صاحب زعیم مجلس انصار اللہ نے جس رنگ میں خدمت اور فدائیت کا ثبوت دیا ہے وہ دیگر دوستوں کے لئے قابل تقلید ہے

(افضل احمد۔ نارووال۔ سیالکوٹ)

اشاعت لٹریچر اور انصار اللہ کی ذمہ داری

مجلس انصار اللہ کے پروگرام میں ایک کام اشاعت لٹریچر کا ہے۔ مجلس اس سلسلہ میں حسب ذیل لٹریچر شائع کر چکی ہے:۔ (۱) پاکیزہ تعلیم (۲) جماعتی تربیت اور اس کے اصول (۳) اقتباسات درثمین (فارسی) (۴) ایک غلطی کا ازالہ (۵) راہ ہدایٰ (۶) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی دعائیں۔

یہ لٹریچر دیدہ زیب صورت میں شائع ہوا ہے۔ اور احباب نے اسے بہت پسند کیا ہے لیکن یہ سلسلہ صرف اسی صورت میں احسن طریق پر مرکز کی طرف سے جاری رہ سکتا ہے کہ اراکین انصار اللہ اپنے فرض کو پورا کریں۔ اور انہوں نے ہی شوریٰ میں اس مد کے لئے جو چندہ منظور کیا ہے یعنی ایک روپیہ فی رکن۔ اس کی یکمشت ادائیگی کر دیں۔ تاکہ مزید لٹریچر شائع ہو سکے۔ جس قدر جلد رقم جمع ہو گی اتنی جلدی مرکز اشاعت کا کام کر سکے گا۔ پس اراکین اس طرف توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ جزاکم اللہ۔

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

دعائے مغفرت میرے والد محترم محمد صادق صاحب احمدی ریٹائرڈ ڈپٹی چیف ٹنڈ ولر لائلپور مؤرخہ ۲۲/۴/۶۱ کو بروز ہفتہ صبح ۱۵-۳ بجے اپنے حقیقی مولا سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ والد محترم کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (مقصود احمد شمیم آڈیٹر آفس آف دی ڈائرکٹر آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس ورکس لاہور)

درخواست دعا: خاکسار چند دنوں سے بیمار چلا آرہا ہے۔ بزرگان سلسلہ و احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

(رائے شمشیر خان جونیئر کارکن اصلاح و ارشاد۔ ربوہ)

پانچسالہ سکیم تعلیمی قرضہ حسنہ

اس کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد گرامی ہے جو حضور نے مشاورت ۱۹۶۰ء میں فرمایا تھا کہ غرباء کو ابھارنے کی کوشش کرنی چاہئیے دیہات میں بعض جگہ بیس بیس سال سے ہماری جماعتیں قائم ہیں۔ مگر ان میں کوئی گریجوایٹ نہیں۔ اگر محکمہ کی طرف سے ان کو تحریک کی جائے کہ وہ پندرہ بیس زمیندار مل کر ایک لڑکے کی اعلیٰ تعلیم کا بوجھ اٹھائیں اور قرضے کے اوپر کچھ وظیفہ دے دیا کریں تو چند سال میں کئی لڑکے گریجوایٹ بن سکتے ہیں۔

خلاصہ سکیم

جماعت کا ہر پیشہ کا فرد مرد ہو یا عورت اس میں حصہ لے سکتا ہے جو کم از کم ایک روپیہ ماہوار یا چھ روپے ششماہی بمد سکیم مرکز میں بھیجے۔ ہر نئے سال قسط گھٹا یا بڑھا سکتا ہے۔ اس کی سالانہ جمع شدہ رقم کی اطلاع مرکز سے جاری ہو کر ہر ایک ممبر کو دی جائے گی۔ ہر سال جمع شدہ رقم کا ⅘ وظائف پر خرچ ہوگا باقی ⅕ کو تجارت پر لگا کر بڑھانے کا اختیار صدر انجمن احمدیہ کو ہوگا۔ کسی ممبر کو پہلے پانچ سال کے دوران میں اپنی جمع شدہ رقم کا کوئی حصہ واپس طلب کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ چھٹے سال ⅕ حصہ واپس ملے گا۔ ساتویں سال ⅖ اور علیٰ ھذا القیاس دسویں سال ساری رقم بقایا۔

سکیم کے مندرجہ ذیل حصے ہوں گے:۔

اوّل زمینداران قرضہ تعلیم۔ دوم اہل حرفہ کا۔ سوم ملازمین کا۔ چہارم مستورات کا۔ پنجم مختص بالذات۔ اوّل۔ دوم۔ سوم کا یونٹ ضلع ہوگا یعنی ایک ضلع کی آمد اس ضلع کے اسی پیشہ کے امیدوار پر خرچ ہوگی۔ اور جو احباب پچاس روپے ماہوار پانچ سال تک جمع کرائیں گے۔ ان کی رقم سے جاری شدہ وظیفہ اُن کے نام پر ہوگا۔ اور مختص بالذات کہلائے گا۔ یہ وظائف میٹرک کے بعد کی تعلیم کے لئے ہوں گے۔ ممبران بطور قرضہ حسنہ دیں گے۔ اُن کی رقم پراویڈنٹ فنڈ کے طریق پر جمع ہوتی رہے گی۔ اور وظائف لینے والے طلباء حسب قواعد نظارت تعلیم سے بطور قرضہ حسنہ وظائف لیں گے۔

آپ از راہ کرم سکیم میں خود بھی حصہ لیں اور دیگر احباب کو بھی حصہ لینے کی تحریک فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ یہ ایک صدقہ جاریہ ہے۔ اس میں شامل ہو کر آپ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء مبارک کو پورا کر سکتے ہوں۔ آپ کی رقم سے اعلیٰ تعلیم کے لئے وظائف جاری ہوں گے۔ اور پھر آپ کی رقم بذمہ صدر انجمن احمدیہ محفوظ بھی رہے گی۔ جو حسب قواعد آپ کو واپس ملے گی پس ہم خرما و ہم ثواب حسب استطاعت حصہ لیں اور رقم ماہ بماہ چندہ کے ساتھ "پنجسالہ سکیم تعلیمی قرضہ حسنہ" کی مد میں ارسال فرمایا کریں۔

(ناظر تعلیم)

درخواست دعا

محترم چوہدری محمد شریف صاحب آجکل اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے باتھرسٹ گیمبیا (مغربی افریقہ) میں مقیم ہیں۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب فرمادے۔ صحت اور طاقت دے تاکہ خدمت دین اور تبلیغ اسلام کا کام پوری ہمت کے ساتھ سر انجام دے سکیں۔ آمین۔

(خاکسار محمد سعید۔ دار الرحمت غربی۔ ربوہ)

ولادت عزیزم محمد علی صاحب جوہر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۲۱/۴/۶۱ کو دوسرا بچہ عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک خادم دین اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے نیز زچہ کی صحت کاملہ کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ (مستری داد محمد کاتب دفتر الفضل ربوہ)

انفلوئنزا

ایک بیماری جو معدوم ہوتی جا رہی ہے

پوری طرح یہ اندازہ لگانا قبل از وقت ہے کہ اس سال انفلوئنزا اور کہاں تک کس حد تک پھیلے گا۔ لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وبائی بیماری سے بھی مرنے والوں کی رفتار اس عام گھٹتے ہوئے رجحان کے مطابق ہوگی جو ۱۹۲۱ء سے برابر ساری دنیا میں عیاں ہو رہا ہے اس حقیقت کو حال ہی میں عالمی ادارۂ صحت نے ایک کتابچے کی صورت میں پیش کیا ہے جو انفلوئنزا اور نمونیہ سے مرنے والوں کی تعداد کے بارے میں ہے۔

ان تیرہ ملکوں میں جن کی جانچ پڑتال کی گئی ہے۔ انفلوئنزا سے مرنے والوں کی تعداد میں زبردست نشیب و فراز پایا گیا ہے بڑھی ہوئی تعداد وبائی صورتوں کو ظاہر کرتی ہے اور وقفے کے دوران میں زور گھٹتا رہا ہے لیکن بلا استثناء بڑھی ہوئی اور گھٹی ہوئی کیفیت پچھلے حالات کے مقابلے میں کمتر ہی معلوم ہوتی ہے۔

۱۹۲۹ء کی ایک وبا

مثال کے طور پر ریاست ہائے متحدہ میں ۱۹۲۹ء کے بعد سے اب تک انفلوئنزا سے مرنے والوں کی تعداد اس سال کی انتہا تک نہیں پہنچی جو بلحاظ آبادی ۵۵ فی لاکھ تھی پھر بھی لڑائی کے بعد وہاں جو سب سے زیادہ اوسط رہی وہ ۱۹۴۶ء میں ۳۳ء۶ فی لاکھ تھی۔ اس کے بعد بتدریج کمی ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ ۱۹۵۶ء میں ۴ء۱ فی لاکھ ہو گئی۔ اور ۱۹۵۷ء میں بھی جب اس مرض نے ساری دنیا میں وبائی صورت اختیار کی تو وہاں اس کی رفتار صرف ۴ء۴ فی لاکھ تک آکے رہ گئی۔

برطانیہ میں بھی اسی کا یہی نقشہ رہا۔ سوائے اس کے کہ ہر سال کے اعداد و شمار نسبتاً کچھ زیادہ ہیں۔ وہاں بھی یہ بیماری ۱۹۲۹ء میں انتہا کو پہنچی جبکہ مرنے والوں کی اوسط ۴۳ء۳ فی لاکھ تھی جو ۱۹۴۸ء میں گھٹ کر ۹ء۲ فی لاکھ رہ گئی۔ پھر ۱۹۵۷ء میں وبا پھیلی تو ہر ایک لاکھ باشندوں میں سے پندرہ فوت ہو گئے۔

انسان کی مدافعت

سوال یہ ہے کہ اس بیماری سے مرنے والوں کی تعداد برابر کیوں گھٹتی جا رہی ہے؟ کیا انفلوئنزا پھیلانے والا مادہ (وائرس) اپنی زہریلی صلاحیت کھو رہا ہے۔ یا خود انسان میں اس کے خلاف قوتِ مدافعت پیدا ہو رہی ہے۔ یہ مسئلہ بحث طلب ہو سکتا ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ پچھلے تیس سال میں وائرس کی کیفیت کئی بار بدلی ہے اور چونکہ انتہا کو پہنچی ہوئی تعداد برابر گھٹ رہی ہے۔ اس لئے یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ہر تبدیلی نے اس کی مہلک خاصیت کو کم کر دیا ہے۔

یقینی طور پر ۱۹۵۷ء میں وبائی انفلوئنزا پھیلانے والا وائرس الف ۲ جو اس سال بہت سے لوگوں کے لئے مہلک ثابت ہوا نسبتاً کم خطرناک سمجھا جاتا ہے۔ اس وائرس الف سے جو ۱۹۱۹ء میں سب سے زیادہ جان لیوا رہا تھا۔ البتہ ماہرین وبائیات نے خبردار کیا ہے کہ جدید وائرسوں پر کڑی نگاہ رکھنی پڑے گی تاکہ ایسا نہ ہو کہ کمی کا رجحان پچھلے تیس سال میں رونما ہوا ہے۔ ایک دم پلٹا نہ کھا جائے۔

بدلتی ہوئی حالتیں

اس دوران میں خود انسان بھی بہت کچھ بدل گیا ہے۔ عام طور پر اس کی غذا بہتر ہو گئی ہے۔ رہائش کا انتظام بہتر ہو گیا ہے یعنی رقبے کے لحاظ سے ہر مکان میں رہنے والوں کی تعداد کم ہو گئی ہے۔ کم سے کم یہ حقیقت ان ملکوں سے ثابت ہوتی ہے جن کا جائزہ تیار کیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ عمدہ غذا اور اچھی رہائش جیسے عناصر موجود ہوں تو وہ تخفیف وبائی بیماریوں کے خلاف بھی انسان میں قوتِ مدافعت پیدا کر دیتے ہیں اور اس لئے یہ بات قرین قیاس ہے کہ انسان کی بدلی ہوئی حالت بھی انفلوئنزا سے مرنے والوں کی تعداد میں کمی کا ایک باعث ہو سکتی ہے۔

گندک کے مرکبات اور دافع عفونت ادویات کے رواج نے بھی اپنا رنگ دکھایا ہے۔ اگرچہ خود انفلوئنزا کے وائرس پر کوئی اثر نہیں پڑا تاہم اس مرض سے پیدا ہونے والی بعض پیچیدگیوں کا زور دب گیا ہے

وائرس کے مقابلے کیلئے ویکسین

انفلوئنزا سے بچنے کے لئے جو ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔ ان سے اب تک کوئی اہم نتیجہ برآمد نہیں ہوا ہے اور چونکہ ان کا رواج حال کی بات ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ شرحِ اموات میں کمی ان کی وجہ سے ہوئی ہے۔ تاہم یہ نظریہ آئندہ بدل سکتا ہے۔ بشرطیکہ ٹیکے کی دوا (ویکسین) وائرس کی اسی قسم سے تیار کی جائے جو ایک خاص وقت میں انفلوئنزا کا باعث ہو۔ اس صورت میں حفاظت کا درجہ ۷۰ فی صدی تک بڑھ سکتا ہے۔

تاہم یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ نازک موقعوں پر یعنی جونہی کہ وائرس کی کوئی نئی قسم بیماری پھیلانی شروع کرے۔ صحیح قسم کی ویکسین میسر آ سکے گی۔ وائرس کی نئی قسم اس لحاظ سے فائدہ میں ہے کہ اس کا حملہ ایسے لوگوں پر ہوتا ہے جن میں غیر متاثر رہنے کی صلاحیت پہلے سے موجود نہیں ہوتی۔

عالمی ادارۂ صحت نے انفلوئنزا کے خلاف جو مہم شروع کی ہے۔ اس میں یہ نازک نکتہ سب سے زیادہ مرکز توجہ ہے ساری دنیا میں پھیلی ہوئی تجربہ گاہوں کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ جونہی یہ بیماری کسی جگہ نمودار ہو۔ فوراً وائرس کی قسم حاصل کر لی جائے اور اس کو برطانیہ اور ریاست ہائے متحدہ میں قائم شدہ مرکزوں میں جانچ پڑتال کے لئے بھیج دیا جائے تاکہ اس کی شناخت ہو سکے اور اگر ممکن ہو تو اس سے نپٹنے کے لئے مناسب دوا تیار کر لی جائے۔

نمونیہ

رپورٹ میں لکھا ہے کہ سینے کی ایک شدید بیماری لوبر نمونیہ کے لئے گندک کے مرکبات اور دافع تعفن ادویات بہت مفید ثابت ہوتی ہیں۔ نمونیے کے جراثیم ان دواؤں سے بہت جلد متاثر ہوتے ہیں۔ اور ان کی بدولت ۱۹۳۶ء سے لوبر نمونیے سے اموات میں کمی ہونے لگی ہے۔ اور اس طرح معالجے میں ایک انقلاب رونما ہو گیا ہے۔ ان نئی دواؤں کی دریافت سے پہلے یعنی ۳۵-۱۹۳۱ء کے دوران کے اعداد و شمار کا مقابلہ ۵۷-۱۹۵۵ء کے دور سے کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ بعض ملکوں میں لوبر نمونیے سے واقع ہونے والی اموات میں ۹۶ فی صدی کی حد تک کمی ہو گئی ہے۔ اور دوسرے مقامات پر بھی قابل ذکر کمی ہوئی ہے

کھانسی کے ساتھ نمونیہ

ایک تیسری بیماری کھانسی کے ساتھ نمونیہ ہے۔ جس پر جدید طریقۂ علاج کا اثر نہیں پڑا ہے اور اس سے متعلق جتنی اموات واقع ہوتی ہیں اتنی لوبر نمونیے یا انفلوئنزا سے بھی نہیں ہوتیں۔ یہ موجودہ حال جاپان کے سوا ان تمام ملکوں کا ہے جن کا جائزہ لیا گیا ہے۔ جاپان میں اب بھی لوبر نمونیہ سب سے زیادہ شدید بیماری ہے کھانسی کے ساتھ والا نمونیہ دوسری قسموں سے اس طرح مختلف ہے کہ اس کے مخصوص سبب کا پتہ نہیں چلتا۔ اور جو مختلف اسباب ممکن ہو سکتے ہیں۔ ان کی اہمیت کا بھی حساب نہیں لگایا گیا ہے۔ تاہم تحقیقات ہو رہی ہے۔ اور بڑی کامیابی ہوئی ہے۔ خاص طور پر بچوں کی شرح اموات میں کمی ہوگئی ہے۔

عمر کا تقاضہ

مثال کے طور پر ریاست ہائے متحدہ کو پیش کیا جا سکتا ہے، جہاں ۱۹۳۱ء اور ۱۹۳۵ء کے درمیان ایک سال سے کم عمر کے لڑکوں میں سے اوسطاً ہر سال ۹ ہزار ۸ سو ۹ لڑکے فوت ہو جاتے ہیں۔ یہ تعداد ۱۹۵۳ء اور ۱۹۵۷ء کے درمیان گھٹ کر ۲ ہزار ۵ سو ۳۹ سالانہ رہ گئی ہے اس قسم کی کامیابیاں اور بہت سے ملکوں میں بھی ہوئی ہیں جہاں کم عمر والے گروپ سے لے کر ۵۴ سال کے لوگوں تک پر عمدہ اثر پڑا ہے۔ اس سے زیادہ عمر والے لوگوں میں پہلے کی نسبت شرح اموات بہت زیادہ ہے حقیقت یہ ہے کہ موجودہ آبادی کا بڑھاپا بھی اس زمانے میں کھانسی والے نمونیے کا ایک اہم سبب ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر برطانیہ میں ۷۵ سال سے زیادہ عمر کی عورتوں میں اس بیماری سے واقع ہونے والی موت کی رفتار بڑھ گئی ہے ۳۵-۱۹۳۱ء کے درمیان یہ اوسط ایک ہزار ۳ سو ۹۳ تھی جو ۵۷-۱۹۵۳ء کے درمیان ۴ ہزار ۴ سو ۱۳ ہو گئی ہے۔

تاہم برطانیہ میں اس بیماری سے شرح اموات بہت زیادہ ہے۔ وہاں ۱۹۵۸ء میں بلحاظ آبادی ۶۲ء۴ فی لاکھ لوگ فوت ہوئے۔ اس کا مقابلہ ڈنمارک سے ہو سکتا ہے جو ایک زرعی ملک ہے وہاں اس سال اس بیماری سے مرنے والوں کی اوسط صرف ۱۹ء۱ فی لاکھ تھی۔

(خبرنامہ اقوام متحدہ)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

سیرالیون کے جشنِ آزادی میں محترم جسٹس شیخ بشیر احمد صاحب کی شرکت

چیف جسٹس سیرالیون کی طرف سے محترم شیخ صاحب کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب

ریڈیو سیرالیون نے اہل سیرالیون کے نام آپ کا پیغام اور انٹرویو نشر کیا

فری ٹاؤن (بذریعہ تار) جماعت احمدیہ کے سیرالیون مشن کے مبلغ انچارج مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب ایم اے بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ مغربی افریقہ کا ملک سیرالیون مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۶۱ء کو آزاد ہو گیا۔ اس روز ملک بھر میں آزادی کا جشن انتہائی خوشی اور مسرت کے عالم میں بڑے اہتمام کے ساتھ منایا گیا۔ جشن آزادی میں پاکستان کی نمائندگی سفیر پاکستان مقیم پیرس میجر جنرل رضا اور پاکستانی ہائی کمشنر مقیم گھانا جناب محمود احمد نے کی۔ علاوہ ازیں جماعت احمدیہ پاکستان کے نمائندے کی حیثیت سے جسٹس شیخ بشیر احمد صاحب جج مغربی پاکستان ہائی کورٹ لاہور اس میں شریک ہوئے۔

اس موقع پر جشن آزادی میں شرکت کرنے والے متعدد مندوبین، اعلیٰ حکام اور مسلم زعماء تبادلہ افکار کے دوران محترم شیخ صاحب موصوف کے بلند پایہ اور عالمانہ خیالات سے بے حد متاثر ہوئے۔ چیف جسٹس سیرالیون نے محترم جسٹس شیخ بشیر احمد صاحب اور بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے دیگر جج صاحبان کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا۔ اخبارات نے محترم شیخ صاحب موصوف کی تشریف آوری اور جشن آزادی میں شرکت کے متعلق نمایاں طور پر خبریں شائع کیں۔

نیز ریڈیو پر آپ کا انٹرویو اور پیغام نشر ہوا۔ احمدیہ مشن سیرالیون نے محترم شیخ صاحب کے اعزاز میں فری ٹاؤن اور بو میں وسیع پیمانے پر استقبالیہ تقاریب کا اہتمام کیا۔ وزیر اعظم سیرالیون کی خدمت میں ربوہ اور جماعت احمدیہ سیرالیون کی طرف سے جو تحائف ارسال کئے گئے تھے انہیں آپ نے خوشی اور مسرت کے ساتھ قبول فرمایا۔ وزیر اعظم سیرالیون دیگر وزراء اور مسلم زعماء نے احمدیہ مشن کو اس کی تبلیغی اور تعلیمی مساعی اور شاندار دینی خدمات پر خراجِ تحسین پیش کیا۔ مزید برآں اس موقع پر مسلمانوں کے ایک اجتماع میں مکرم مولوی محمد صدیق صاحب شاہد نے سیرالیون کی خوشحالی کے لئے دعا کرائی۔

لیڈر

(بقیہ صفحہ ۲)

کے اس عظیم اصول کو از سر نو نمایاں کیا اور قرآن کریم سے اس کا ثبوت دیا۔ چنانچہ آپ نے اپنی تصنیف "پیغام صلح" میں اس کی اچھی طرح وضاحت کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اسلام کا یہ اصول کما حقہٗ استعمال کیا جائے تو اسلام کے ذریعہ تمام مذہبی تنازعات کا یکدم خاتمہ ممکن ہو جاتا ہے۔ ہمارا یقین ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی کوشش سے ایک وقت ضرور ایسا ہو کر رہے گا۔ قرآن کریم کی یہ صداقت ہمیشہ تک غیر موثر نہیں رہ سکتی انشاء اللہ جلد ہی دنیا اس اصول کی وجہ سے امن کا گہوارہ بن جائے گی۔

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا

مغربی پاکستان میں کلیمز کا محکمہ توڑ دیا گیا

باقی کام محکمہ آبادکاری کے افسر انجام دیں گے

لاہور یکم مئی مرکزی حکومت کے حالیہ فیصلہ کے مطابق ۳۰ اپریل سے مغربی پاکستان میں محکمہ کلیمز توڑ دیا گیا۔ اور اس طرح شہری مہاجرین کے دعاوی کی تصدیق کا "آخری مرحلہ" ختم ہوا۔ اس محکمہ کے تمام افسروں اور ملازمین کو سبکدوش کر دیا گیا ہے۔

چیف سیٹلمنٹ کمشنر کی ہدایت کے مطابق دعاوی کے فیصلوں پر نظر ثانی کا بقیہ کام محکمہ آبادکاری کے بعض حکام ایک سینئر افسر کی نگرانی میں سر انجام دیں گے۔ ایک اندازہ کے مطابق اس وقت مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں کے دفاتر میں نظر ثانی کی اور دوسری نوعیت کی تقریباً چھ ہزار درخواستیں فیصلہ طلب پڑی ہیں۔ یہ کام محکمہ آبادکاری کے حکام کے ذمے ان کے روزمرہ کے فرائض کے علاوہ ہو گا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کلیمز ڈیپارٹمنٹ کے صدر دفتر اور بعض دوسرے ماتحت دفاتر میں ہر دعویدار مہاجر کے دعویٰ کے فیصلہ کی دو نقول رکھی ہوئی ہیں۔ اس طرح دعاوی سے متعلقہ فائلوں کی کل تعداد تقریباً سات لاکھ بنتی ہے۔ آئندہ اس ریکارڈ کی نگرانی محکمہ آبادکاری کے ایک آفیسر آن سپیشل ڈیوٹی مسٹر محمد افضل چغتائی کریں گے۔

بلجیم کا تجارتی وفد نومبر میں آئیگا

جیسور آباد یکم مئی۔ بلجیم کا ایک تجارتی وفد اس سال نومبر میں پاکستان آئے گا۔ یہ وفد اس امر کا جائزہ لے گا۔ کہ بلجیم پاکستان کی صنعتی ترقی میں کیا مدد دے سکتا ہے۔ یہ بات بلجیم کے سفیر برائے پاکستان نے یہاں روٹری کلب کی ایک تقریب میں کہی۔ آپ نے کہا۔ "میرا ملک پاکستان کو مضبوط بنیادوں پر صنعتی ترقی کے لئے ہر قسم کی مدد دینے کو تیار ہے"۔

آپ نے کہا "بلجیم پاکستان کو شیشے اور ازبستوس کی صنعتیں قائم کرنے میں معقول فنی امداد دے سکتا ہے۔ آپ نے پاکستان میں بلجیمی صنعت کاروں کے سرمایہ لگانے کے امکان کا بھی اظہار کیا تاہم آپ نے اس قسم کی وضاحت کر دی کہ سرمایہ کاری کے بارے میں کوئی سمجھوتہ ہوا تو یہ صنعت کاروں ہی سے ہو گا۔ بلجیم کی حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔

رنگ پور میں طوفان سے نقصان

رنگ پور یکم مئی۔ رنگ پور صدر سب ڈویژن کے شمالی علاقوں میں کل باد و باراں کا ایک زبردست طوفان آیا۔ طوفان سے سینکڑوں درخت اور کھمبے اکھڑ گئے کئی افراد مجروح ہو گئے اور مکانوں کی چھتیں اڑ گئیں۔ بعض مکان منہدم ہو گئے ابتدائی رپورٹ کے

۳ مطابق طوفان سے فصلوں اور درختوں کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ اس کے علاوہ جانی نقصان کا بھی اندیشہ ہے۔

امریکی فوجیوں کو جرمنی بھیجنے کا فیصلہ منسوخ

واشنگٹن یکم اپریل۔ امریکی محکمہ خارجہ کے قریبی ذرائع نے بتایا ہے کہ قومی سلامتی کونسل نے لاؤس اور ویت نام کی صورت حال پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ نیٹو کی جنگی مشقوں میں حصہ لینے کے لئے مزید امریکی فوجیوں کو جرمنی نہ بھیجا جائے۔ اس فیصلہ کی وجہ نہیں بتائی گئی۔ ان ہفتوں کے دوران امریکہ کے اعلیٰ حکام نے ایک کانفرنس میں چھ ہزار فوجی بھیجنے کا فیصلہ کیا تھا۔ امریکہ کے صدر مسٹر کینیڈی نے بھی اس کانفرنس میں شرکت کی تھی۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴